گزارتے رہیں گے۔ آپ کا معاملہ اس مقروض سے مختلف ہے جو مجبوراً قرض لیتا ہے اور وہ واقعی ترس کھانے کے قابل ہوتا ہے۔ آپ مجبوراً قرض نہیں لے رہے ہیں بلکہ معیار زیست کو بلند کرنے کے لیے قرض لے رہے ہیں اور کچھ ایسے انداز سے زندگی کو ترتیب دے رہے ہیں کہ آپ کے ٹھاٹ باٹ بھی برقرار رہیں اور قرض بھی ادا ہوتا رہے۔ اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر اللہ نے آپ کے اس شعور کو بیدار رکھا ہے کہ آپ کو زکوٰۃ کی فکر ہے تو آپ دیتے رہیے اور رب سے دعا کرتے رہیے کہ پروردگار مجھے اس غلط فکر اور تباہ کن عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ممکن ہے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو اس معاشی عذاب سے بھی بچالے۔ جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے، اور اس کے حکم کے مطابق تقویٰ کی زندگی گزارنے کا حتمی فیصلہ کرلیتا ہے، اللہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اللہ جس کی مدد پر ہو، اس کو کبھی ناکامی نہیں ہوتی۔ (محمد یوسف اصلاحی)

جہیز کا وراثت سے تعلق

ہماری اولاد تین بچیوں اور ایک بیٹے پر مشتمل ہے۔ میں ایک بیٹی کی شادی کر چکی ہوں اور دوسری کی تین ماہ بعد ان شاء اللہ ہو رہی ہے۔ میں اپنی بچیوں کو جو کچھ بھی دے رہی ہوں یہ بات ذہن میں رکھ کر دے رہی ہوں کہ میرے بیٹے کے ساتھ جایداد کے لیے کوئی نہ جھگڑے۔ اس موقع پر زیور اور گھر کے تمام سامان کے روپ میں بیٹی کا قانونی حق دے دوں، مگر کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ شادی کے موقع پر جہیز الگ چیز ہے اور جایداد کا حصہ الگ چیز ہے جبکہ ہماری اتنی طاقت تو نہیں کہ شادی پہ الگ دوں اور جایداد کا حصہ الگ۔ اس معاملے میں آپ سے مشورہ درکار ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر جو سامان دوں وہ "جہیز" کے نام پر نہ ہو بلکہ اس کا "قانونی حق" کر کے ادا کروں۔

جہیز کا تعلق وراثت سے نہیں ہے، نہ ہی یہ ایسا حق ہے جو ماں باپ کے مال میں حق وراثت کو ختم کرتا ہے۔ یہ بیٹی کا ایک اضافی اور مستقل حق ہے کہ جب وہ آپ کے گھر سے رخصت ہوتی ہے تو آپ کو چاہیے کہ کچھ ہدیوں اور تحفوں کے ساتھ (حسب توفیق) اسے رخصت کریں۔ آپ اپنے مالی حالات اور بچی کی حقیقی ضروریات کو سامنے رکھ کر ایک مناسب فہرست بنالیں اور پھر یہ دے کر اسے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کر دیجیے۔ جو کچھ دیں وہ اس تصور کے ساتھ دیں کہ یہ بیٹی کا اس موقع پر حق تھا، یہ حق تمام بیٹیوں اور بیٹوں کو ملے گا۔ آپ کا ایک بیٹا ہے تو اس کی شادی کے موقع پر اسے بھی حسب استطاعت یہ حق ملے گا۔ یہ ایک استثنائی حق ہے جو ہر ایک کے لیے ہے۔ اس کے بعد دیگر مواقع کے حقوق قائم رہیں گے۔ اس بنیاد پر کسی کو وراثت سے محروم نہیں کیا جاسکے گا کہ اسے شادی کے موقع پر بہت کچھ دے دیا گیا تھا۔ شادی کے موقع پر دیا جانے والا حساب و کتاب میں نہیں آئے گا۔ زندگی میں کوئی اور موقع ایسا آجائے

جس میں اولاد کو بطور خاص کچھ عطیات دیتے ہوں تو ان میں بھی اسی پہلو کو مدنظر رکھنا ہو گا کہ استطاعت ہو تو سب کو مساوی عطیات دیے جائیں اور ہر ایک کی حاجت اور ضرورت کو ملحوظ رکھا جائے۔ اگر کسی بیٹی کو جہیز دیا گیا تھا لیکن بعد میں اسے کوئی ضرورت درپیش ہو تو پھر بھی اس کی حاجت کا خیال رکھا جائے۔

اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر آپ اس وقت جہیز دیں اور یہ سمجھ لیجیے کہ اس وقت بہت زیادہ جہیز اس نیت سے دیا گیا کہ بعد میں بیٹے کے ساتھ کوئی قانونی جھگڑا نہ رہے تو ایسا صحیح نہ ہو گا کیونکہ جملہ قانونی اور اخلاقی حقوق باقی رہیں گے۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

نکاح سے محروم لڑکی کا اجر

کیا وہ لڑکی بھی کسی اجر کی مستحق ہے جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور وہ اپنے اہل خانہ (جن میں بھائی، بھابھیاں اور ان کے بچے یا شادی شدہ بہنیں اور ان کے بچے ہوں) کے ساتھ رہتی ہو، ان کے دکھ درد بانٹتی ہو اور گھر والوں کے حقوق پورے کرتی ہو۔ والدین کی خدمت تو اس کی سعادت ہے، اس لیے میں نے ان کا ذکر اہل خانہ میں نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی تقاضے پورے کرنے کی فکر کرتی ہو اور حیا کی جو حدود اللہ اور اس کے رسولؐ نے بتائی ہیں، ان کا اہتمام کرتی ہو۔

میں آپ سے یہ اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ بیٹی کے حقوق ادا کرنے پر سرپرستوں کو ملنے والا اجر قرآن و حدیث میں پایا، بحیثیت بیوی کے عورت کے حقوق اور نیک سیرت بیوی کو ملنے والے اجر کا بیان بھی پڑھا، اور وہ بیوہ عورت جو اپنے بچوں کی پرورش کے متاثر ہونے کے ڈر سے شادی نہیں کرتی اور پاک دامنی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے، اس کا اجر بھی وضاحت سے پایا، لیکن ایک غیر شادی شدہ لڑکی کو جس میں اوپر بیان کردہ صفات کسی درجے میں پائی جاتی ہوں، اس کو بھی کسی اجر کی نوید سنائی گئی ہے یا نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لڑکیوں کی یہ قسم نہیں پائی جاتی تھی؟

ایسی لڑکیاں دنیا داروں اور "دین داروں" کی طرف سے بھی محض اپنے خوش شکل نہ ہونے کے باعث مسلسل رد کی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے ایک کرب میں مبتلا رہتی ہیں۔ اس صبر پر ملنے والے اجر کا اگر علم ہو جائے تو شاید اس اذیت میں کچھ کمی ہو جائے۔ شادی کا ہونا یا نہ ہونا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن اس پورے عمل میں کہ ایک لڑکی کو دیکھا جائے اور اس کی عادات و اطوار اور دینی حالت کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے محض شکل و صورت کے معیار پر پرکھ کر رد کر دیا جائے --- تو وہ شدید اذیت سے دوچار ہوتی ہے۔ کیا اس لڑکی کو اپنے صبر پر کوئی اجر ملتا ہو گا؟"

قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں کثرت سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک ذرہ